وسطی ایشیا -- روسیوں کی نظر میں

["رشین اکیڈمی آف سائنسز" (ماسکو) کی جانب سے کچھ عرصے سے انگریزی زبان میں ایک خبر نامہ Russia And The Moslem World کے نام سے شائع ہو رہا ہے جس کا مقصد "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" کی سیاسی، معاشی اور معاشرتی تبدیلیوں کے بارے میں سیاست دانوں، سفارت کاروں، تاجروں، صحافیوں اور تجزیہ نگاروں کے ساتھ عام قارئین کو "تجزیاتی اور بنیادی اطلاعات" فراہم کرنا ہے۔ یہ خبر نامہ زیادہ تر رشین فیڈریشن، وسطی ایشیا اور ماورائے قفقاز میں روسی زبان میں شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کے مضامین کی تلخیصات پر مشتمل ہوتا ہے، تاہم خبر نامے کے لیے بعض اوقات خصوصی مضامین بھی لکھوائے جاتے ہیں۔ ۱۹۹۳ء کے ایک شمارے میں "وسطی ایشیا - روسیوں کی نظر میں" کے زیر عنوان ایک مختصر مضمون شائع ہوا تھا، جس کا ترجمہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

"اشتراکی محاورے" میں لکھے گئے مضمون میں جو نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے، اس سے کامل اتفاق مشکل ہے۔ وسطی ایشیا کے مسلمانوں کو غیر ترقی یافتہ تہذیب و تاریخ کا وارث قرار دینا تاریخ سے لاعلمی کا ثبوت ہے، تاہم اس مضمون سے روسی ذہن کی تفہیم میں بخوبی مدد ملتی ہے۔ مدیر]

سوویت دور اقتدار میں مرکز نے روس نژاد لوگوں کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ قازقستان، وسطی ایشیا اور ماورائے قفقاز (ٹرانس کاکیشیا) کی جمہوریتوں میں آباد ہوں۔ اس پالیسی کے نتیجے میں انقلاب (اکتوبر ۱۹۱۷ء) کے بیس برس بعد ترکی زبانیں بولنے والی تمام یونین جمہوریتوں میں روس نژاد آبادی دوسری بڑی قومیت بن گئی۔ نقلِ مکانی کرنے والی روس نژاد آبادی میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس کی سماجی گروہ بندی میں واضح تبدیلی آئی۔ قبل از انقلاب (۱۹۱۷ء) وسطی ایشیا اور ماورائے قفقاز کی جانب نقلِ مکانی کرنے والے لوگوں میں [بالعموم] قسمت آزما، لٹیرے، تاجر، قحط اور فاقہ کشی کے ہاتھوں مجبور کسان شامل ہوتے تھے مگر بعد از انقلاب ان کی جگہ ایسے لوگوں نے لے لی جن کے افعال اور ایک ایک حرکت پر اُن کے آجر یعنی ریاست کا کنٹرول تھا۔ روس نژاد نووارد زراعت، تعمیرات اور صنعت و حرفت کے شعبوں میں کام کرنے والے مہارت یافتہ کارکن تھے۔

اب قوموں کے درمیان روابط، ماضی کی طرح محض اتفاق یا حادثات کا نتیجہ نہیں ہوتے تھے بلکہ ان میں باقاعدہ منصوبہ بندی شامل تھی۔ روزمرّہ زندگی کی قدرتی ضرورتوں سے جنم لینے والے روابط کی

جگہ مصنوعی روابط نے لے لی جو اعلیٰ طبقے نے "عام آدمی" کی زندگی کے بارے میں اپنے تصوّرات کے مطابق طے کیے تھے۔ اس تبدیلی کے نتائج ہر لحاظ سے ڈرامائی ثابت ہوئے۔ اولاً روابط کے دُنیوی پہلو میں تبدیلی آئی۔ زیادہ تر روس نژاد لوگوں کی ذہنی کیفیت "عارضی کارکن" کی تھی۔ نئے ماحول کا حصہ بننے کی اُن میں کوئی خواہش نہ تھی۔ اس کیفیت میں سیکڑوں کی طبعی زندگی پوری ہو گئی۔ ثانیاً نوواردوں کی اکثریت مہارت یافتہ تھی اور اُن کی "مہارتیں" مقامی آبادی کے لیے بالکل نئی تھیں۔ اس ابتدائی طے شدہ پوزیشن نے مقامی آبادی کی نظر میں روس نژاد آبادی کو نظریاتی گروہ سے تعلق رکھنے والے "بڑے بھائی" اور "چہیتی قوم" کا درجہ دے دیا۔ ثالثاً روس - مشرق روابط میں شریک نئی نسل نے مشرق [وسطی ایشیا اور ماورائے قفقاز] کے بارے میں بالشویک جانب داری قائم رکھی۔

وسطی ایشیا اور ماورائے قفقاز کی تہذیبوں نے کریملن کے نظریہ پسندوں کو بوجوہ مسترد کر دیا۔ وسطی ایشیا کے لوگ ٹیکنالوجی کے پرستار نہ بن سکے اور اُن میں صناعانہ ذہنیت پرورش نہ پا سکی۔ (لوگوں نے صبر و شکر کے ساتھ قدرتی ماحول کے مطابق اپنی زندگی ڈھال لی اور پُر شکوہ منصوبوں کے مطابق اپنے آپ کو بدلنے کی چنداں کوشش نہ کی۔) وہ مستقبل کے بجائے ماضی اور حال کی جانب متوجہ رہے۔ اُن کا تعلق ازحد ترقی یافتہ پرولتاریہ طبقے کی ثقافت سے نہیں رہا بلکہ وہ رجعت پسند اور تاریخی طور پر لازماً مٹ جانے والے طبقوں یعنی جاگیرداروں، مذہبی رہنماؤں اور کاشتکاروں سے منسلک رہے۔ مزید براں مشرقی تہذیبوں کا جن خطّوں پر قبضہ تھا، ان کا تعلق سوشلزم کی روشنی سے نہیں بلکہ عالمی استعمار کی تاریک دُنیا سے تھا، تاہم بعض مشرقی گروہ اس قدر خوش نصیب تھے کہ وہ حیرت انگیز طور پر بدلتی سرحد کے اس طرف تھے مگر اس کے لیے اُنھیں اپنی تاریخ اور ہم ثقافت بھائیوں سے الگ تھلگ ہونا پڑا جو "تاریکی" میں بھٹکنے کے لیے رہ گئے تھے۔

اشتراکی انسان (Socialist Man) کی تخلیق کے لیے ضروری تھا کہ اشتراکیت پر ایمان رکھنے والوں کو اُن لوگوں سے الگ کر دیا جائے جن سے وہ تاریخی اور تہذیبی رشتوں میں منسلک تھے۔ اشتراکی آئیڈیل کے اِس بنیادی عنصر کے حصول کے لیے کم از کم لوگوں کو اُن کے سابق ورثے سے جُدا کرنا ضروری تھا۔ سوویت مسلم وسطی ایشیا کے لیے یہ ضرورت دوچند تھی۔ سماجی روابط کے حوالے سے مطالعہ کرتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ وسطی ایشیا کے مسلمان اپنی ثقافتی روایت اور تاریخ کی افسوس ناک خصوصیات کے باعث ترقی کی دوڑ میں ہمیشہ پیچھے رہے۔ یہ محض اتفاق نہیں کہ وہاں جاگیرداری کی باقیات قائم رہیں۔ جاگیرداری کی باقیات کا قائم رہنا سرمایہ داری سے جنم لینے والی برائیوں سے کہیں بڑا جرم ہے۔

تہذیب یافتہ روس نژاد نوواردوں نے وسطی ایشیا کی قوموں کے ساتھ جو روّیہ اختیار کیا، اس سے اُن کی عزتِ نفس مجروح ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ ہم اُنھیں اپنے برابر سمجھنے میں بڑے مخلص تھے مگر حقیقتاً

یہ برابری زندہ گوشت پوست کے انسانوں کے درمیان نہیں تھی بلکہ بنی نوع انسان سے تعلق رکھنے والے کچھ تجریدی ارکانِ معاشرہ کے درمیان تھی۔ ہم نے اُنہیں (وسطی ایشیا کی قوموں) اور اپنے آپ کو مستقبل کی ایک نئی دُنیا کی تعمیر میں استعمال ہونے والے مسالے کی حیثیت دی مگر اِس امر کا بالکل خیال نہیں کیا کہ اُن سے پوچھ لیتے کہ کیا وہ ہمارے ساتھ متفق بھی ہیں؟

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مشرق کے لوگوں کے بارے میں روس نژاد آبادی کے تصوّرات اور روّیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، مگر گزشتہ چند برسوں میں واقعات نے جو رُخ اختیار کیا ہے، اُن کے اثرات ہم پر موجود ہیں۔ ان واقعات کا ایک بڑا نتیجہ تو یہ برآمد ہوا ہے کہ روس نے "مسلم مشرق" اور بالخصوص سابق سوویت مسلم جمہوریتوں سے فاصلہ قائم کرلیا ہے۔

یہ علیحدگی پسندی زبردست نتائج کی حامل ہے۔ سیاسی طور پر متحرک روس نژاد باشندے خیال کرنے لگے ہیں کہ مشرق کی اقوام جمہوری اقدار اور اداروں کو اپنے ہاں جگہ دینے کی اہلیت سے محروم ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ خیال کہیں زیادہ عام ہے کہ وسطی ایشیا کی اقوام بارود کا ایک گولہ ہیں جس سے سلاوی جمہوریتیں بندھی ہوئی ہیں۔ دونوں سوچوں کا نتیجہ ایک ہی ہے کہ وسطی ایشیا کی قوموں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

مندرجہ بالا سطور میں جو نقطۂ نظر بیان کیا گیا ہے، انسانی تاریخ کے حوالے سے، اس سے ذرا سا مختلف اندازِ خیال یہ ہے کہ اگرچہ مشرقی قومیں تاریخی طور پر پس ماندہ ہیں اور ان میں تبدیلی کا عمل مشکل ہے تاہم جن قوموں نے مشرقی تہذیبوں کی تخلیق کی ہے، وہ اتنی ہی قدر و منزلت کی حامل ہیں جتنی روس نژاد آبادی۔ اس کے باوجود یہ دوسرا اندازِ نظر بھی روس کو سابق سوویت مسلم جمہوریتوں سے دور رکھنا چاہتا ہے جو آزادانہ پیش رفت کے مواقع ملنے پر "قبل از سوویت" یا "قبل از روس" دور کی جانب بڑھ رہی ہیں۔

نظریے سے ہٹ کر عمل کے میدان میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وسطی ایشیا کی قومیں شخصیت سازی کے روایتی اداروں کی بحالی اور اُن کی ترقی کے لیے کوششیں کریں گی اور اِس امر کا امکان ہے کہ جنگ جویانہ مسلم بنیاد پرستی کا شکار ہوجائیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شمالی قفقاز اور وسطی ایشیا میں قیام پذیر روس نژاد اقلیت کے دل میں "اسلام سے خوف" کی جو کیفیت پیدا ہوئی ہے، یہ روسی ذہنیت کا مستقل حصہ بنتی جارہی ہے۔